ترکِ قادیانیت کی داستان

قاری محمد آصف

اپنے واپس آنے کے متعلق کچھ باتیں میں یہاں ذکر کرتا ہوں۔ میں کیونکہ بہت اخلاص کے ساتھ جماعت احمدیہ میں شامل ہوا تھا اور اپنی مقدور بھر تحقیق کے ساتھ ہی میں نے یہ قدم اٹھایا تھا۔ اس لیے میں نے مرزا قادیانی کی اپنی کتب روحانی خزائن کا مکمل سیٹ حاصل کیا اور اسے پڑھنا شروع کیا۔ مطالعہ کے دوران ایسی کئی باتیں سامنے آئیں جو مجھے ہضم نہ ہوتی تھیں۔ اور میں ان کی ٹھیک ٹھیک وضاحت چاہتا تھا۔ مثلاً وہ تحریریں جو اس نے دعویٰ کیا اس دعویٰ کے منافی پایا ہم متضاد یا الزامی جواب کے علاوہ بھی عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہوتیں۔ اب میں ایسی تحریریں پڑھ کر پریشان ہوتا تھا اور مربیان سے سوال کرتا کہ یہ کیا ہے تو مختلف جواب ملتے کوئی کہتا کہ بار بار پڑھو بات خود ہی کھل جائے گی، کوئی کہتا کہ مسیح موعود یعنی مرزا صاحب پر ایمان میں استقامت کی دعا کرتے رہو۔

جو کتاب میں مطالعہ کرتا اس میں جو تحریر مجھے سمجھ نہ آتی پیدائشی احمدیوں سے سمجھنے کے لیے میں وہ کتاب اپنے تھیلے میں ساتھ رکھ لیتا اور مختلف احمدیوں سے اس کی وضاحت طلب کرتا۔ وہ اس کی غلط تاویلیں کرنے لگتے تو میں انہیں وہیں ٹوکتا ان سے کوئی جواب نہ بن پڑتا وہ کہتے کہ جماعت کے بڑے عہدیداران سے بات کریں۔ اسی سلسلہ میں ایک مبلغ سے جب بات شروع ہوئی تو اس نے سب سے پہلے ایک بات کہی کہ انبیاء کے کلام میں متشابہات بھی ہوتے ہیں، میں نے اسے کہا خدا کا خوف کرو کلامِ الٰہی میں یہ بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے۔ لیکن یہاں یہ بات نہیں چل سکتی کیونکہ مرزا صاحب نے ساری کتابیں اپنے ہاتھوں سے لکھیں ہیں اور ان کتابوں پر بھی تصانیف لکھا ہوا ہے۔

جب مرزا قادیانی کی اس طرح کی اوٹ پٹانگ اور عجیب وغریب بے تکی تحریروں کی وجہ سے میں پریشان تھا اور جماعت کے افراد کی طرف سے بھی کوئی اطمینان بخش جواب نہ پایا اور جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے مقامی ذمہ داران مجھ سے بات نہ کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ تو مجھے ایک دم یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ختم نبوت والوں نے مجھ سے بات چیت کرنا چھوڑ دی ہے تو کیا ہوا مجھے تلاش کرنے سے کوئی نہ کوئی عالم مل ہی جائے گا۔ مجھے پھر خواجہ ابوالکلام صدیقی صاحب یاد آئے کہ ان کے ساتھ میرا بہت پرانا تعلق تھا اور وہ بہت حوصلہ سے علمی اور تحقیقی گفتگو کرتے ہیں اور اگر ایک چھوٹے سے مسئلہ پر بھی گھنٹوں ان کا وقت لیا جائے تو وہ ناراضگی کا اظہار نہیں کرتے۔ اور کئی کئی گھنٹے گفتگو کرنے کے بعد بھی اپنے مؤقف کو زبردستی منوانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ بڑے دھیمے انداز میں دلائل کے انبار لگائے چلے جاتے ہیں۔ اور اس

طرح خواجہ صاحب سے ملاقات کا سلسلہ شروع ہوگیا، شروع میں وفات وحیات مسیح علیہ السلام پر بات کرتا رہا۔لیکن ایک دن خواجہ صاحب نے ایک ترتیب بتائی کہ سب سے پہلے امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کا احادیث میں جہاں جہاں ذکر آیا ہے وہ احادیث دیکھو، ان احادیث میں امام مہدی کے آنے کی علامات سامنے رکھو۔ اور پھر صرف ایک چیز دیکھو کہ ان تمام احادیث میں سے کسی ایک حدیث کے ذریعہ بھی دو شخصیات ایک بنتی ہیں، جب میں نے ان احادیث کو دیکھا تو جماعت کی تربیت کے مطابق میں ایک حدیث لے کر خواجہ صاحب کے پاس چلا گیا کہ یہ حدیث بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق باب حضرت عیسیٰ کا آسمان سے اترنا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تمہاری قوم سے ہوگا۔ کہ یہ حدیث پیش کر کے جماعت احمدیہ کہتی ہے کہ تمہارا امام تم میں سے ہی ہوگا کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس اُمّت میں سے پیدا ہوں گے اور وہ تمہارے امام ہوں گے اور تم میں سے ہی ہوں گے۔ اب خواجہ صاحب نے اس پر توجہ دلائی کہ یہ حدیث غور سے پڑھو سب سے پہلے تو اس میں مریم کے بیٹے کے الفاظ آئے ہیں دوسری کوئی مسیح نہیں لیا جاسکتا کیوں کہ مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں جن کے لیے اس حدیث میں بھی نُزُل کا لفظ موجود ہے۔ اور پھر اس حدیث کے اوپر اسی باب کی پہلی حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام جو مریم کے بیٹے ہیں آسمان سے اترنے کی بات موجود ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہدی اور مسیح ایک شخص کے دو لقب نہیں بلکہ دونوں علیحدہ علیحدہ شخص ہوں گے جبکہ مرزا جی محض ایک ہیں اور دعویٰ دونوں رکھتے ہیں۔ خواجہ صاحب کے توجہ دلانے پر جب یہ حدیث بار بار پڑھی تو یہ بات کھلی کہ یہاں تو صاف صاف اس بات کا ذکر ہے کہ جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے تو تمہارا امام یعنی امام مہدی تم میں موجود ہوگا۔ اب یہاں پر ابن مریم کے الفاظ کسی قسم کی تاویل نہیں کرنے دیتے جبکہ جماعت احمدیہ کے افراد غلط تاویل کر کے اسی حدیث کو پیش کرتے ہیں۔

جن دنوں میں خواجہ صاحب کے پاس جایا کرتا ایک دن سڑک پر میرا ایک پرانا دوست عبدالحکیم ملا، اس کا تعلق مجلس احرارِ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسے میرے قادیانیت کی طرف جانے کا علم تھا۔ اس وقت اس کے پاس نقیب ختم نبوت رسالے تھے اور وہ کہیں دینے جا رہا تھا۔ چند منٹ ملاقات میں حال احوال کے بعد اس نے بڑی حکمت سے مجھے ایک رسالہ نقیب ختم نبوت بھی پڑھنے کے لے دے دیا اور پھر رخصت ہوگیا۔ میں نے وہ رسالہ پڑھا اور مجھے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ احراریوں کا یہ رسالہ باقاعدگی سے پڑھا جائے تو میں نے ارادہ کیا کہ ہر ماہ یہ رسالہ خرید کروں گا۔ اب ہر ماہ میرے لیے رسالہ حاصل کرنا بھی مشکل مرحلہ تھا کہ میں اگر رسالہ لینے دارِ بنی ہاشم میں جاؤں جو مجلس احرار کا دفتر بھی ہے اور وہاں مدرسہ و مسجد بھی ہے تو جماعت احمدیہ کے پراپیگنڈے کے مطابق خطرہ ہے کہ کہیں مولوی احراری مار پیٹ اور مقدمہ بازی نہ شروع کر دیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں رسالہ لینے جاؤں اور وہاں کوئی واقف مل جائے اور خاص طور پر عبدالحکیم جو مجھے اچھی طرح جانتا ہے تو کوئی بحث و مباحثہ شروع کر دے اور پھر کوئی ہنگامہ وغیرہ کھڑا کر کے میرے لیے مشکلات پیدا کر دیں۔ کچھ ماہ تو میں اِدھر اُدھر سے رسالہ حاصل کرتا رہا لیکن ایک دفعہ میں رسالہ لینے کے لیے گیا تو وہاں عبدالحکیم سے ملاقات ہوگئی۔ تو

اس نے بہت اچھے انداز میں مجھ سے بات کی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ آپ کی ملاقات سید کفیل شاہ صاحب سے کراتے ہیں۔ اب میں نے خوف محسوس کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو ابھی مجھے مسلمان بنانے لگ جائیں۔ کیونکہ جماعت احمدیہ سختی سے اس بات سے منع کرتی ہے کہ مسلمان علماء سے ان کے مساجد سے مدارس وغیرہ میں جا کر ہرگز نہ ملیں اور خاص طور پر احرار کے اور عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے تو بہت زیادہ مخالف اور ان سے بہت زیادہ خائف ہیں۔ اب مجبوراً میں رک گیا اور تھوڑی دیر بعد سید کفیل شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی، انہوں نے دوستانہ انداز میں مجھ سے بات کی اور مجھے تسلی دی کہ یہاں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ ہمارے پاس یہاں جب چاہیں آسکتے ہیں۔ پھر انہوں نے سید عطاء المحسن شاہ جی کی بعض حق کے متلاشی قادیانیوں سے ملاقاتوں کا جو سلسلہ تھا اس کے بارے میں کچھ واقعات بتائے اور یہ فرمایا کہ ہم آپ کے لیے دعا کر رہے ہیں اور آپ صداقت کے ساتھ تحقیق کریں، اس تحقیق کے سلسلہ میں ہم سے جو تعاون ہوگا ہم کریں گے۔ میں نے کہا میں بھی آپ کی ہدایت کے لیے دعا کرتا ہوں اور وہاں سے رخصت ہوگیا۔

پھر ایک ملاقات میں خواجہ صاحب سے عیسیٰ علیہ السلام کے واپس آنے کے متعلق بات ہوئی کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے صاحبِ شریعت نبی تھے اور جب واپس آئیں گے تو وہ نبی ہی ہوں گے تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور نبوت کا کیا بنے گا؟ تو خواجہ صاحب نے ایک سادہ سی مثال کے ذریعہ یہ بات سمجھائی کہ جب عیسیٰ علیہ السلام واپس تشریف لائیں گے تو ہوں گے تو نبی لیکن وہ عمل شریعت محمدیہ پر کریں گے اور اسی شریعت کی دعوت دیں گے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کسی ملک کا صدر کسی دوسرے ملک میں جائے اب وہ اپنے ملک کا صدر تو ہے لیکن اس ملک میں وہ اسی ملک کے قوانین پر عمل کرنے کا پابند ہوگا۔

ایک دفعہ میری ملاقات ایک بہائی سے ہوئی اور وہ ملاقات بھی ایک قادیانی کے گھر میں ہوئی تھی کیونکہ وہ بہائی پہلے قادیانی تھا اور بعد میں بہائی ہوگیا تھا۔ اس بہائی سے میں نے بہائیت کے متعلق معلومات حاصل کیں تو میں بڑا حیران ہوا کہ کیونکہ اس بہائی نے کہا کہ مرزا قادیانی نے اپنے حق میں جو دلائل پیش کیے ہیں وہ بانیانِ امرِ بہائی کے کلام سے اخذ کر کے پیش کیے ہیں اور مرزا صاحب نے کوئی نئی تعلیم، نیا فلسفہ، نیا کلام اور نیا عقیدہ پیش نہیں کیا اور جس منصب و مقام کا دعویٰ کیا ہے اس کے دلائل پیش نہیں کیے۔ پھر اس بہائی نے حضرت مولانا انور شاہ کاشمیریؒ کے عربی قصیدہ کے ایک شعر کا ترجمہ سنایا۔ ترجمہ: ''اس (مرزا قادیانی) نے جو کچھ کہا وہ بہاء اللہ سے چرایا ہوا ہے، زمانہ پہ افسوس جو سارق کو رواج دیتا ہے کیا اسے چراتے ہوئے حیا نہیں آئی۔''

علامہ اقبال کا نظریہ بھی یہی تھا کہ: قادیانیت بہائی دین کی نقل ہے اور ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے کے مسلمہ اصول کے تحت علامہ اقبال نے پیش گوئی کر دی تھی کہ آخر کار قادیانیت جامعہ بہائی میں مدغم ہو جائے گی۔ علامہ اقبال کی انگریزی عبارت کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔ ''یہ حقیقت ہے کہ قادیانیوں کے پاس کوئی نئی شریعت کی تعلیمات نہیں ہیں مرزا کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے یہ فرقہ مسلمانوں کا فرقہ بھی نہیں رہا لہٰذا یہ فرقہ مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کی طرح امت

کا حصہ نہیں بن سکا اور نہ کبھی بن سکے گا اب اس فرقے کے سامنے دو ہی راستے ہیں یا تو وہ مرزائے قادیان کی دعوت سے براءت کا اظہار کر کے مسلمانوں کے سوادِ اعظم میں شامل ہو جائیں اور یا ایک قدم آگے بڑھ کر بہائی جامعہ میں پناہ لے لیں۔ قادیانیوں سے گزارش ہے کہ وہ دورنگی چھوڑ کر ایک رنگ اختیار کریں۔''

قادیانی جماعت کے پڑھے لکھے حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ خالص دین اور ایمان کا معاملہ ہے اور نجات کا انحصار بھی اسی پہ ہے۔ لہٰذا تقلید اور تعصب کو ایک طرف رکھ کر جن باتوں کی طرف علماء اسلام توجہ دلا رہے ہیں ان پر غور و فکر کریں اور اس نقلی نبوت سے اپنا پیچھا چھڑائیں۔

علمائے کرام نے مرزا قادیانی کی بہت سی علمی خیانتوں کا پردہ چاک کیا ہے۔ لیکن قادیانیت کی دلدل میں گزرے آٹھ سالوں میں چند فاش اور کھلی غلطیوں سے مجھے بھی آگہی ہوئی۔ یہ غلطیاں ایسے روشن اور واضح طور پر باہم متضاد تھیں کہ ان کو غلط قرار دینے کے لیے مجھ جیسے کم تعلیم یافتہ آدمی کو بھی کوئی تردد نہیں کرنا پڑا۔ ایسی بے شمار اور لاتعداد غلطیوں اور تضادات میں سے کچھ کو قارئین کے سامنے رکھتا ہوں۔

۱۔ آیت خاتم النبیین کے بارے میں مرزا کی تاویلِ خاصی مشہور ہے کہ خاتم کا مطلب آخری نہیں بلکہ اس کا مطلب مہر ہے یعنی مصدق اور نبی بنانے والا۔ اس غلط دعوے کے جواب میں بہت کچھ کہا گیا ہے لیکن دورانِ مطالعہ میری نظر سے بھی ایک حوالہ گزرا۔

مرزا قادیانی کی بے عقلی اس بات سے ظاہر ہوتی ہے۔ قرآن مجید کی آیت مبارکہ ''یٰۤـاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ'' سورۃ: بقرہ، آیت: ۳۵ (ترجمہ: اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہائش رکھو) کے بارے میں لکھتا ہے یہ آیت آج سے ۲۰ برس قبل مجھے الہام کی گئی اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت بی بی ہے۔ غرض خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے کلام میں آدم صفی اللہ سے مشابہت دی اور بذریعہ الہام بھی اور جس طرح آدم کے لیے سجدہ کا حکم ہوا میری نسبت وحی الٰہی میں پیش گوئی ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص: ۲۶۰ حاشیہ)

اسی طرح اپنے ساتھ پیدا ہونے والی اس لڑکی کے بارے میں مزید لکھا ہے: ''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا۔ پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والوں کے گھر میں کوئی لڑکی لڑکا پیدا نہ ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔'' (تریاق القلوب، ص ۳۵۱)

یہاں پر مرزا خاتم کا معنیٰ ''آخری اور سلسلہ مکمل کرنے والے'' کے کر رہا ہے۔ یعنی یہ بتا رہا کہ وہ اپنے والد کی آخری اولاد ہے اور اس کے بعد اس کے والدین کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ چنانچہ مرزا کے خود بیان کردہ مفہوم و معنی کی روشنی میں خاتم النبیین کا مطلب و مفہوم بھی ''آخری نبی'' ہی ہونا چاہیے۔ یعنی ایسا نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

۲۔ مرزا کا دعویٰ ہے کہ مسلمانوں کو جس مسیح علیہ السلام کی آمد کا انتظار ہے ان کی آمدِ مبارک مرزا کی شکل میں ہوگئی

اور اب مسلمانوں کا انتظار ختم ہو گیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ پھر جب مسیح ہونے کے دعویٰ کو حدیثوں سے جوڑنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر کہتا ہے کہ ”ہمیں اس سے بھی انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں آتے رہتے ہیں۔“ (ازالہ اوہام، صفحہ: ۱۷۹)

اسی طرح دمشق والی روایت بارے کہتا ہے: ”بلکہ میرے نزدیک تو ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانے میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جاوے۔“ (ازالہ اوہام، صفحہ: ۱۳۸)

۳۔　جیتا پانی یروشلم سے جاری ہو گا یعنی خدا کا مسیح ظاہر ہو جائے گا۔ اب اس جگہ سے مراد بیت المقدس نہیں ہے بلکہ وہ مقام ہے جس سے دین کے زندہ کرنے کے لیے الٰہی تعلم کا چشمہ جوش مارے گا اور وہ قادیان ہے۔ (نزول المسیح صفحہ: ۴۲۰ حاشیہ)

حالانکہ یروشلم دنیا میں موجود ہے لیکن مرزا نے اس سے مراد قادیان نجانے کس قانون کے تحت لیا ہے۔

۴۔　مرزا نے لکھا ہے میں نے بہت کثرت سے مطالعہ کیا ہے، بے تحاشا غور فکر تدبّر کے ساتھ کافی کتابیں پڑھی ہیں۔ وہ خود لکھتا ہے کہ: ”میرے والد کی زندگی کا اکثر حصہ زمینی جائیداد کے مقدمات میں گزرا۔ میں اس دوران قرآن مجید کے تدبر اور احادیث، تفسیروں کے دیکھنے میں وقت صرف کرتا تھا بسا اوقات حضرت والد صاحب کو بھی کتابیں سنایا کرتا تھا۔“ (کتاب البریہ، صفحہ: ۱۸۷) کتاب البلاغ (جس کا دوسرا نام فریاد درد ہے) اس کے صفحہ ۴۵۸ سے ۴۶۹ پر مرزا نے اپنے کتب خانہ میں موجود کتابوں کی تفصیل دی ہے۔ جن کا وہ مطالعہ کیا کرتا تھا۔

کتب تفسیر ۱۰۹، حدیث ۱۳۸، صرف ونحو، معنی بیان ۲۱، ادب ۸۳، لغت ۳۹، تاریخ ۱۳۳، کتب اصول ۳۷، فقہ ۸۷، علم کلام ۹۵، منطق ۵۱، اخلاق وتصوف ۱۳۲، طب ۱۹۲ کتب، مذاہب ۸۷، رسائل علوم مختلفہ ۳۰۔

یہ مرزا کے کتب خانے میں جمع کتابیں ہیں جن کی یہ اجمالی تعداد ہے۔ جس شخص نے اپنے بیان کے مطابق چھے سال کی عمر سے تعلیم شروع کرنے سے بیس سال تک سوائے پڑھنے کے اور کوئی کام نہ کیا ہو اور اس دوران تمام متداول اور مروّج علوم کو کتابوں اور اساتذہ سے حاصل کیا ہو اور پھر ذاتی کتب خانے میں اس تعداد میں کتب کو جمع کرنے کے بعد یہ دعویٰ کیا جائے کہ اسے رب نے پڑھایا ہے۔ تو ہر انصاف طلب کا ذہن ضرور الجھے گا۔ مرزا کہتا ہے کہ میں نے اتنی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے (پھر سیالکوٹ میں قیام کے دوران میں نے انگریزی بھی سیکھی جس کے بعد اسے انگریزی میں بھی ”الہامات“ شروع ہو گئے جن میں سے ایک تو خاصا مشہور ہے: "I Love You") اور مرزائی کہتے ہیں اس کو رب نے پڑھایا ہے۔ بات تو مرزا کی مانی جائے گی۔ مرزا نے تو لکھا ہے میں نے خود مطالعہ کیا۔ یہاں پر تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا کا خوب غور وفکر کثرت مطالعہ اور پھر شیطانی الہامات کی بنا پر اس نے دعویٰ کیا ہے۔ ورنہ انبیاء کو تو خود رب تعالیٰ سکھاتے ہیں، انہیں تعلیم کے لیے انسانوں اور کتابوں کا محتاج نہیں کرتے۔

۵۔　مرزا اپنی کتاب ”مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی“ میں لکھتا ہے:

”ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی

ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں۔ اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کر لیں۔ کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے۔ (صفحہ: ۲۱۲، ریویو بر مباحثہ چکڑالوی و بٹالوی)

مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کو اگر فقہ حنفی پر ہی عمل پیرا کروانا ہے تو اس کے اپنا دعویٰ نبوت، مسیحیت و امامت و مجددیت وغیرہ کا کیا فائدہ ہوا۔ جب میں (قاری آصف) نے مرزا کی یہ تحریر پڑھنے کے بعد مربیان سے سوال کیا کہ فقہ حنفی پر تو لوگ پہلے ہی عمل پیرا ہیں تو مرزا صاحب کیا کرنے آئے ہیں اور کثرت ہی اگر حقانیت کی دلیل ہے تو پھر اکثر مسلمانوں کی اتباع کرتے ہوئے مرزا پہ تین حرف ہی کیوں نہ بھیج دیے جائیں، تو وہ اس کا جواب نہ دے سکے۔

۶۔ مرزا اپنی کتاب ''کشتی نوح'' (جس کا دوسرا نام تقویت الایمان ہے) میں شراب کی مذمت کرتے ہوئے اپنی جماعت کے لوگوں کو کہتا ہے کہ شراب سے بچو اور پھر ساتھ ہی حاشیہ میں یہ لکھا ہے کہ ''یورپ کے لوگوں کو جس طرح شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا ایک سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری یا پرانی عادت کی وجہ سے'' (کشتی نوح، صفحہ ۷۱) مرزا یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین سے باز نہیں آیا۔ جب کہ وہ خود مثیل مسیح ہونے کا دعویدار ہے۔ واضح ہو کہ یہ کتاب مرزا نے اپنی جماعت کے افراد کے ایمان کی تقویت کے لیے اور اصلاح کے لیے لکھی ہے۔ جب کہ اور کتابوں انجام آتھم وغیرہ میں بھی مرزا نے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ جب مربّیوں سے پوچھا جائے کہ مرزا نے یہ توہین کیوں کی ہے تو وہ کہتے ہیں کیونکہ عیسائیوں سے مناظرہ کے دوران الزامی جواب کی ضرورت پڑی تو مرزا صاحب نے الزامی جواب دیا ہے۔ غور طلب بات یہ کہ یہاں پر تو کسی عیسائی سے مناظرہ نہ تھا بلکہ اپنی جماعت کی اصلاح کے لیے کتاب لکھی اور پھر بھی عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کا ارتکاب کر کے رہا۔

۷۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے میں حکم وعدل بن کر آیا ہوں۔ فرقوں کو ختم کرنے آیا ہوں لیکن اس نے خود ۱۹۰۱ء میں انگریز حکومت کے تحت کرائی جانے والی مردم شماری میں اپنی جماعت کا نام ''مسلمان فرقہ احمدیہ'' رکھا جبکہ قرآن مجید میں تو اللہ نے تفرقہ سے بچنے کا کہا ہے۔ اور مرزا صاحب خود اپنے ہاتھوں سے فرقہ قائم کر رہے ہیں۔ اُمت مسلمہ کو فرقہ واریت کا طعنہ دینے والی جماعت احمدیہ اپنے امام کی اس حرکت کو کیا نام دے گی کہ جو خود اپنے ہاتھوں فرقہ کی بنیاد رکھ کر جا رہا ہے۔

یہ وہی بات ہوئی کہ ایک شخص کہیں سے گزر رہا تھا اس نے دیوار پر لکھا ہوا پڑھا کہ پڑھنے والا کمینہ اس آدمی کو بہت غصہ آیا اس نے پہلا لکھا ہوا کاٹ کر اس کے نیچے خود لکھ دیا۔ لکھنے والا کمینہ!